حافظ محمد حنیف
مدرس دارالعلوم رحمانیہ فاروق آباد

انسان کی قدر

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم الانبياء والمرسلين.

اعوذبالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

﴿ولا تاخذكم بهما رافة في دين الله ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الاخر﴾ (النور:۲)

''اللہ کے دین میں ان دونوں چیزوں کے بارے میں نرمی اختیار نہ کرو۔ اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔''

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ انسانی زندگی کا درس دیتا ہے۔ اسلام نے بالخصوص مسلمانوں کو زمین پر زندگی بسر کرنے کے اصول بتائے ہیں۔ ان اصولوں پر عمل کر کے انسان اس دنیا میں احسن طریقے سے زندگی بسر کرسکتا ہے۔ ان اصولوں میں سے ایک حدود اللہ کا معاملہ ہے۔

جب انسانی معاشرہ بگڑ جائے' اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں سے دور چلا جائے تو یقیناً فسادات' قتل و غارت' چوری' زنا جیسے حرام کردہ افعال کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان جرائم کی سزا مقرر کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ حکم بھی ارشاد فرما دیا کہ ان چیزوں کے بارے میں نرمی نہ برتو۔

یہ حکم اللہ تعالیٰ نے زنا جیسے بڑے جرم اور مجرم کو سزا کا حکم دینے کے بعد فرمایا ہے اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کر کے مدینہ منورہ میں احسن معاشرہ قائم کیا ہے۔ اسی طرح چوری کرنے والے انسان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے حکم صادر فرمایا ہے کہ چور مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ

کاٹ دو۔ یہ ان کے فعل کا بدلہ اور سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ (المائدہ:۳۸)

اب ان سزاؤں کے نافذ کرنے میں نرمی اختیار کرنے کا حق کسی انسان کو نہیں ہے۔ مثلاً حاکم وقت یا قاضی، بستی کا نمبردار وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ ان کے اجراء میں سفارش کرنا کہ فلاں آدمی سے درگزر کر دو، یہ فلاں قبیلہ یا بڑے خاندان سے اس کا تعلق ہے۔ جیسا کہ مشہور واقعہ ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے چوری کی، اس کو نبی علیہ السلام کے پاس لایا گیا۔ صحابہ نے کہا کہ کون نبی علیہ السلام سے اس کی سفارش کی جرات کرے گا۔ مگر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے سفارش کی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا بنی اسرائیل اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے جب ان سے کوئی امیر آدمی گناہ کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اس پر حد قائم نہ کرتے اور جب کوئی غریب آدمی گناہ کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ اگر میری بیٹی فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

اسی طرح دوسری مثال ہے حضرت صفوان بن اُمیہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ پھر انہوں نے اپنی چادر لپیٹی اور سونے کے لیے سر کے نیچے رکھ لی اور سو گئے۔ ایک چور آیا، اس نے سر کے نیچے سے چادر چرائی۔ چور کو پکڑ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ اس نے میری چادر چرائی ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ اس کو لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ صفوان فرماتے ہیں یا رسول اللہ میں نے اس کو معاف کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابا وہب اس کو میرے پاس لانے سے قبل معاف کر دینا تھا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ (نسائی: ۲۵۱، جلد دوم)

ان معاملات میں نرمی کرنا ارباب اقتدار کو بھی جائز نہیں اور نہ ہی چور کو عدالت میں پیش کرنے کے بعد مدعی کو معاف کرنے کا اختیار ہے۔

اسی طرح قاتل اور مقتول کا معاملہ ہے، جو انسانی معاشرہ میں انسانی جان کے ضائع کرنے کو روکنا ہے۔ اس میں بھی ارباب اقتدار کو معافی کا اختیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جان کو قتل نہ کرو وہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ اور جو آدمی مظلوم قتل کیا جائے، ہم نے اس کے وارث کے لیے

دلیل بنائی ہے کہ وہ بدلہ میں قتل کرنے میں زیادتی نہ کرے۔(بنی اسرائیل:۳۳)

دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے: تمہارے لیے بدلہ میں زندگی ہے۔اے عقل والو! تاکہ تم بچ جاؤ۔(البقرہ:۱۷۹)

اب ان معاملات کو نبی علیہ السلام نے بڑے احسن طریقے سے معاشرے میں تشکیل دیا ہے۔ قارئین کے لیے چند ایک مثالیں عرض ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں قاتل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا تو اس کو مقتول کے وارثوں کے سپرد کر دیا کہ اس کو بدلے میں قتل کر دو۔ قاتل نے کہا یا رسول اللہ میں نے اس کو ارادۃً قتل نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقتول کے وارث کو کہا اگر یہ سچا ہے پھر آپ اس کو قتل کریں گے تو آپ جہنم میں جائیں گے تو اس کو چھوڑ دیا۔(نسائی ۲۳۲/۲)

اسی طرح ایک آدمی ایک قاتل کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اس آدمی نے میرے بھائی کو قتل کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا معاف کر دو۔ سائل نے کہا نہیں یہ کلمات آپ نے چار مرتبہ ارشاد فرمائے۔ اس نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اس کو قتل کر دو۔(ملخصاً نسائی ۲/۲۳۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی زیور پہن کر باہر نکلی۔ راستے میں ایک یہودی نے اس کو پکڑا اور اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا اور اس کا زیور پکڑ لیا۔ اس کو لوگوں نے اس حالت میں پایا کہ ابھی سانس باقی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ پوچھا کس نے قتل کیا۔ حتیٰ کہ اس یہودی قاتل کا نام لیا۔ اس نے اشارہ سے کہا جی ہاں۔ یہودی کو پکڑا اس نے گناہ کا اعتراف کیا۔ اسی طرح اس یہودی کا سر پتھروں کے درمیان رکھ کر بدلے میں قتل کر دیا گیا۔(نسائی شریف:۲/۲۳۶)

ان تمام مثالوں سے معلوم ہوا کہ انسانی جان کی کچھ قدر و منزلت اللہ تعالیٰ نے رکھی۔ اگر کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو بغیر حق کے قتل کرتا ہے تو اس کو اس کے بدلے میں قتل کر دیا جائے گا۔ حاکم وقت کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ اس قاتل کو اپنی طرف سے معاف کر دے۔ شریعت نے یہ اختیار کسی کو نہیں دیا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک پیچیدہ سا معاملہ پیش ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کئی ایک لوگوں نے مل کر ایک مسلمان انسان کو قتل کر دیا تو سارے ایک کے بدلے میں قتل کر دیئے جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک آدمی کو سات مردوں نے مل کر قتل کیا تو آپ نے ان سات مردوں کو بدلے میں قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا اگر صفاء بستی کے سب لوگ اس قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔ (موطا امام مالک' تفسیر ابن کثیر آیت: ۱۷۹ البقرہ)

اب موجودہ وقت کو سامنے رکھ کر آپ بنظر غور دیکھیں کہ کتنے فسادات' قتل و غارت' بدامنی کا موسم سا نظر آئے گا۔ یہ نتیجہ قرآن و حدیث سے دوری کا ہے۔ آیئے کتاب و سنت پر عمل پیرا ہو جایئے۔ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں گے۔

اگر اللہ کے مقرر کردہ قوانین اور حدود میں نرمی یا اس کو کم یا بدلنے کی کوشش کی گئی' حالانکہ بادشاہ وقت کو قاتل کو معاف کرنے کا اختیار نہیں۔ جیسا کہ اخبارات میں سرعام یہ آواز چل رہی ہے کہ پاکستان میں سزائے موت کو عمر قید میں بدل دیا جائے۔ یہ اختیار اللہ نے کسی کو نہیں دیا۔ اسی طرح کا معاملہ اخبارات میں کشمیر سنگھ' سربجیت سنگھ کی رہائی کے معاملہ میں کہ انسانی حقوق کے تحت کیا۔ وہ لوگ جو ان کے بم دھماکوں میں ہلاک ہو چکے ہیں' وہ انسانی حقوق کے حقدار نہیں تھے۔ ایک انسانی حقوق کا وہ اختیار نہیں رکھتے کیا ان کے ماں باپ' بہن بھائی' اولاد نہیں تھی۔ کیا وہ لاوارث لوگ تھے' جن کو بم دھماکوں سے اڑا دیا گیا۔ ارباب اقتدار حدود اللہ کو بدلنے کی کوشش نہ کریں ورنہ اللہ کی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرنے کا اختیار کسی کو نہیں اور نہ ہی حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنے کا اختیار ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:
فرما دیجیے بتاؤ تم اے مکہ والو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے رزق نازل کیا' تم اس میں سے کچھ کو حرام اور کچھ کو حلال قرار دیتے ہو۔ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔ (یونس: ۵۹)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آسمان سے حلال کردہ رزق کو حرام کرنے کا اختیار کسی کو نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ حدود اللہ کو بدلنے کا اختیار کسی کو نہیں۔

حضرت اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں نبی علیہ السلام حضرت زینب بنت جحش رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ٹھہرا کرتے تھے اور وہاں سے شہد پیا کرتے تھے۔ میں اور حضرت حفصہ اُم المؤمنین نے آپس میں مشورہ کیا۔ دونوں میں سے جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں کہنا کہ آپ نے مغافیر کھائی ہے۔ کیونکہ آپ سے اس کی بدبو آ رہی ہے۔ دونوں میں سے کسی ایک کے ہاں آپ داخل ہوئے' اس نے یہی کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں شہد پیا ہے۔ اب آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ تو سورۃ تحریم کی آیت نازل ہوئی: ''اے نبی آپ کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے۔ ازواج کی رضامندی چاہتے ہو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' (ابن کثیر: ج:۴/ ۳۸۷' بخاری کتاب التفسیر سورۃ التحریم)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو بدلنا یا اس میں کمی کرنا یا نرمی کرنا یا اس کو غیروں کی خوشنودی کی خاطر نرم کرنا کسی کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ جس نے اللہ کے نازل کردہ قوانین کو نافذ نہ کیا' یہ لوگ ظالم ہیں۔ (المائدہ)

اللہ تعالیٰ نے قتل کے بدلے کو زندگی کا اصول قرار دیا ہے کہ اے عقل والو بدلہ میں زندگی ہے۔ انسان مزید بدامنی سے بچ جاتا ہے۔

۱۔ انسان کو جب معلوم ہوگا کہ میں بدلے میں قتل کیا جاؤں گا تو وہ دوسرے مسلمانوں کو قتل کرنے سے رُک جائے گا۔

۲۔ جب یہ قوانین نافذ العمل ہوں گے تو انسان دوسرے انسان پر ظلم نہیں کرے گا۔

۳۔ اس انسان کے دل میں خدا کا خوف موجود رہے گا۔

جب یہ چیزیں ختم ہو جائیں گی تو معاشرہ خراب' بدامنی' قتل وغارت' فسادات' چوری' زنا جیسے کبیرہ گناہ سرعام ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت انسان سے دور ہو جائے گی اور اس کا غضب عذاب کی صورت میں انسان پر آ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆